بسم الله الرحمن الرحيم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد اوّل

پارہ ۱ تا ۵

علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ذلک الکتب لا ریب فیہ
تفسیر الحسنات
علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری
ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

و مملوک کہ وہ اپنے مالک و مولا سے خوراک و پوشاک اور تربیت و رافت اور رحمت و حفاظت میں ہر حالت کے ساتھ مربوط ہے۔

تو قراءت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اقرب یہ امید ہے کہ بندہ اپنے مالک سے عفو و تربیت رافت و رحمت کا ہر حال میں امیدوار و محتاج مالک ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ اَكْسُوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسِكُمْ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں روزی دیتا ہوں وہ شکم سیر ہے لہذا مجھ سے رزق طلب کرو تاکہ میں تمہیں روزی عطا کروں۔ اے میرے بندو تم سب برہنہ ہو مگر جسے میں کپڑا پہنا دوں تو تم مجھ سے ہی کپڑا مانگو تاکہ میں تمہیں کپڑا پہناؤں۔

بادشاہ وہ ہے جو اپنے موجودہ لشکر پر نگرانی رکھتا ہے اور ضعیف و شکستہ حال اور مریض و عاجز کو دیکھتا ہے تو خبر گیری کرتا ہے۔

اور مالک حاضر و غائب اپنے بندوں، غلاموں، ضعیفوں، مریضوں بڈھوں پر انتہائی رحمت فرماتا ہے اور ان کے علاج میں مدد کرتا ہے۔

تو مالک کا رتبہ بادشاہ کے مرتبہ سے افزوں ہے ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو مالک میں ملک سے ایک حرف زائد ہے تو مالک کی بخشش بھی ملک سے افزوں تر ہے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ بروز قیامت بہت سے بادشاہ ہوں گے جو اپنی اپنی حالت میں گرفتار ہوں اور اس دن کوئی مالک نہ ہو سوا ایک مالک الملک ذو الجلال والاکرام کے۔

تو مالک یوم الدین کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ مالک علی الاطلاق ہے قیامت کے دن کا کہ بادشاہ اور غلام آزاد اور احرار سب اس کے زیر حکم ہوں گے اور مالک الملک اسماء حسنیٰ میں بھی اسم الٰہی ہے اور ملک الناس بھی حقیقتاً اسی ذات واحد کا اسم ہے جیسا کہ سورۃ ناس میں مذکور ہے۔

اب یوم الدین کے متعلق بھی سمجھنا ضروری ہے۔

عرف عربی میں یوم کہتے ہیں ابتداء طلوع سے غروب تک کو اور شرعاً یوم کا اطلاق طلوع صبح صادق سے غروب تک پر ہے۔

اور کبھی روز کا اطلاق مطلق وقت پر بھی ہوتا ہے خواہ وہ دن ہو یا رات مہینہ ہو یا سال جیسے کہتے ہیں روز صفین ایسا ایسا ہوا یوم خندق یہ یہ ہوا۔ حالانکہ یہ ایک دن کا واقعہ نہیں بلکہ مہینے اور شب و روز کا واقعہ ہے تو ثابت ہوا کہ یوم الدین سے مراد ایک دن نہیں بلکہ اس کی مدت نفخہ ثانیہ سے لے کر جنت دوزخ میں داخل ہونے تک

کی ہے اس میں بہت سے وقائع اور کافی حالات واقع ہوں گے۔

اب یہ ذہن نشین کرنا بھی ضروری ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں دو مضمون ہیں۔

اول مضمون حمد و ثنا جو بندہ کی زبان سے جناب الٰہی میں عرض کیا گیا۔

دوسرا خواہش مطلب کہ بعد از القاب حمد و ثنا بندہ کرتا ہے۔

اور اس سورۂ مبارکہ میں پانچ نام اسماء حسنیٰ مذکور ہیں۔

اللہ۔ ربّ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ یہ پانچوں نام اپنے مفہوم میں ارتباط کامل رکھتے ہیں اور سب مرادف اسم ذاتی ہیں۔

اس لیے کہ حمد باعتبار کمال ذاتی واجب تعالےٰ شانہ کی اس لیے کی گئی کہ لفظ اللہ کا مقتضی ہے دوسرے باعتبار افاضۂ وجود و توابع وجود یہ مفاد ہے اسم رب کا۔

تیسرے باعتبار نعمت میسر اسباب معاش اور دنیا میں زندہ رہنا رحمٰن سے مفہوم ہوتا ہے۔

چوتھے باعتبار توفیق اصلاح معاد مضمون رحیم ہے۔

پانچویں نعمت جزا پر ترتب اکمال حمد و شکر پر مالک یوم الدین ہے۔

دوسرے پہلو سے یہ بھی واضح ہے کہ عبادت مقتضائے الوہیت ہے اور استعانت بمقتضائے ربوبیت ہے اور طلب ہدایت بمقتضائے رحمانیت ہے اور استقامت بمقتضائے اسم رحیم ہے اور یہ پانچ انعام بمقتضائے مالکیت ہیں۔

اب ایاک نعبد کے متعلق عرض ہے۔

عربی زبان میں تقدیم مفعول مفید اختصاص ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سوا تیرے کسی کی عبادت نہیں کرتے اور یہاں لفظ نعبد سے یہ اختصاص مفہوم نہیں ہوتا۔ بلکہ وجہ اختصاص عبادت اس ذات پاک سے یہ ہے کہ حقیقت عبادت غایت تذلل ہے جو نہایت تعظیم کے لیے کی جاتی ہے۔

تو یہ عبادت اور تعظیم اگر تسخیراً ہے یا تمسخر تو یہ عبادت اظہار تذلل کے لیے نہیں ایسے ہی اگر تذلل اضطراراً ہو تو وہ بھی عبادت نہیں اور اسے محسوب بعبادت نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ تسخیر تمسخر یا اضطراراً جو عبادت ہوگی وہ بداہۃً کسی کے لیے مسلم نہیں ہوگی جب تک کہ وہ عبادت ایسے ہو کہ اپنے منعم کی طرف سے نعمت حاصل کر کے اظہار شکر کے لیے ادا کرے اور ایسا منعم حقیقی سوا اس ذات واجب تعالےٰ شانہ کے اور کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ کے لیے تین حال ہیں۔